

## قسط 5

وہ صبح اٹھا تو اسے معلوم تھا کہ سب حویلی والے دادا کے پاس دوسرے گاؤں جا چکے ہیں۔۔۔  
اس نے رات کو ہی جانے سے انکار کر دیا تھا تو سب نے اسے زیادہ جانے کا بھی اسرار  
نہیں کیا۔۔۔

وہ تیار ہو کر سیڑھیوں سے نیچے اترا کے سامنے اسے ایک ملازمہ ملی۔۔۔

انہتا کہاں ہے؟؟؟ اس نے اس ملازمہ سے پوچھا۔

وہ آج نہیں آئی طبیعت ٹھیک نہیں ہے اس کی نواب صاحب۔

میں طبیعت ٹھیک کرتا ہوں تمہاری انہتا۔۔

وہ دوسری حویلی کی طرف اپنے قدم لے کر جا رہا تھا کہ راستے میں مراد کا سامنا آمنہ باجی  
سے ہو گیا۔۔

## خوشخبری رائٹرز متوجہ ہوں

ہر لکھاری کا خواب ہوتا ہے کہ اس کی تحریر کتابی صورت میں بھی شائع ہو اور انکی کتاب بک شیف کی زینت بنے۔ آپ بھی ایک لکھاری ہیں اور اپنی تحریر کو کتابی شکل میں لانا چاہتے ہیں تو ہم سے رابطہ کریں۔ ہم آپ کی تحریر کو بہت کم ٹائم اور بہت مناسب قیمت میں آپ کی خواہش کے مطابق بہت عمدہ اور معیاری کوالٹی میں کتابی صورت میں شائع کرنے میں آپ کی مدد کریں گے۔ مزید معلومات کے لئے نیچے دئے گئے ایڈریس پر ابھی رابطہ کریں۔

**Prime Urdu Novels Publications**

**Whatsapp : 03335586927**

**Email : aatish2kx@gmail.com**

وہ انہتا کہاں ہے۔۔۔ وہ تھوڑا سخت لہجے میں بولا۔۔

وہ اپنے کمرے۔۔ ابھی آمنہ باجی کے الفاظ مکمل نہ ہوئے کہ وہ کمرے کی طرف چل دیا۔

جس کمرے میں وہ آیا وہاں دو چار پائیاں تھیں۔۔ اور ایک پرانی الماری تھی۔۔ اور کچھ سائیڈ

پہ پڑا بستر تھا کمرہ کافی چھوٹا تھا لیکن سلیقے سے تھا۔۔

آمنہ باجی بھی مراد کے پیچھے بھاگتی کمرے میں آگئی۔

کیا ہوا ہے کوئی غلطی ہوئی ہے اس سے۔۔ وہ گھبرا کر بولی۔

نہیں آپ جائیں مجھے اس سے ایک بات کرنی ہے کسی کو پتہ نہ چلے میں یہاں ہوں۔۔ وہ تھوڑا خود کو پرسکون کرتا ہوا بولا۔۔

جی ٹھیک ہے۔۔ آمنہ باجی باہر کی طرف چل دی۔۔

انہیں اس چیز کا الہام ہو گیا انہتا سے ضرور کوئی غلطی ہوئی ہے جس وجہ سے مراد خان اس طرح پیش آرہا ہے۔

وہ انہتا کی چارپائی کی طرف قدم لے جا رہا تھا۔۔

جہاں وہ دنیا سے ناراض سو رہی تھی۔۔

میری نیند چرا کر چھ سالوں سے سو رہی ہو۔۔ بڑی پتھر دل ہو۔۔ کوئی نہیں پگھل جاؤ گی۔۔ آہستہ آہستہ۔۔

وہ چارپائی پہ بیٹھا اس کے چہرے کو غور سے دیکھ رہا تھا۔۔

اچانک اس کے ہاتھ اس کے بالوں کو چھو کر گزرنے لگے۔

اب ہاتھ اس کے ناک پر موجود موتی پر آکر ٹھہرا۔

روتے ہوئے اچھی نہیں لگتی تم وہ کہیں اور ہی کھویا ہوا تھا۔

کہ اچانک ہی انہما کو اپنے ناک پر کچھ محسوس ہوا کہ اس کی آنکھ کھل گئی۔

تو مراد اس سے دو قدم دور ہو گیا۔

آپ۔۔۔ وہ نیند سے جاگتے گھبراتے بولی۔۔۔

ہاں وہ۔۔۔۔

یہاں کیوں آئے ہیں۔۔

وہ اتنی جلدی سے بولی کہ مراد کی بات کاٹ گئی۔۔۔

جو آج تک کسی نے نہیں کاٹی تھی اگر کوئی

مراد کی بات کاٹتا تو یقیناً اس کی زبان کٹ جاتی۔۔

میری حویلی جہاں مرضی جاؤں اور آؤں۔۔

وہ اس کو گھورتا ہوا بولا۔

اور ہاں کل کہا تھا آج سے سارے کام تم کرو گی میرے لیکن تم تو یہاں پر آرام کر رہی ہو۔۔ وہ داد دیتا ہوا بولا اسے۔۔۔

میں۔۔۔ وہ آنسوؤں کے ساتھ بولنے ہی والی تھی کہ مراد اس کے چہرے کے قریب آتا ہوا بولا۔۔۔

کیا میں تم سے۔ وہ کچھ بولنے والا تھا کہ ساتھ ہی رک گیا۔۔

اسے اس پر ترس آگیا وہ اس سے چار قدم اور دور ہو گیا۔۔

مراد کے لیے ہمیشہ اس سے دور ہونا مشکل تھا

لیکن وہ ہر بار اس سے دور ہو جاتا تھا۔۔

یہ قربانی اسے دینی پڑتی تھی۔۔ ہر بار

رو مت۔۔ بہت بد صورت لگتی ہو تم روتے ہوئے۔۔



اوپر سے تمہاری آنکھیں ایسی ہیں جیسے چڑیل کی آنکھیں ہوں۔

وہ اس شخص کے سامنے رونا نہیں چاہتی تھی لیکن

وہ ہر بار اس شخص کے سامنے رو پڑتی تھی۔

انتہا کے کانوں میں چڑیل لفظ گونجا کہ اس کے دماغ کا میٹر گھوم گیا۔ اس کا سر درد سے برا حال تھا۔۔

کیوں کر رہے ہیں آپ میرے ساتھ یہ سب۔۔

اگر آپ کو مجھ پر شک ہے کہ میرا کسی کے ساتھ چکر ہے۔۔

تو بے شک پوری حویلی میں علان کروا دیں۔۔

مگر مجھے تنگ نہ کریں۔۔

کسی سے بھی شادی کروا دیں کر لوں گی۔۔

کسی سے بھی کروا دیں۔۔

مگر میں باہر کسی سے ملنے نہیں جاتی تھی۔۔۔

میرے ساتھ کیوں کر رہے ہیں آپ ایسا۔۔۔

میں جانتی ہوں آپ جیسے لوگوں کو۔۔۔

بہت سے دیکھے ہیں میں نے آپ سے۔۔۔

آپ لوگ کسی کے نہیں ہوتے۔۔۔

آپ کو دوسروں کا کوئی خیال نہیں ہوتا۔۔۔

وہ چارپائی سے کھڑی ہوتی

اس کو باتیں سنا رہی تھی۔۔۔ کہ اچانک روک گئی۔۔۔

وہ اسے حیرت کی آنکھوں سے دیکھ رہا تھا۔۔۔

جیسے اسے اپنے لیے ایسے الفاظ کی امید نہ ہو۔

میں وہ یہاں تمہارا پتہ لینا چاہتا تھا۔۔۔

طبیعت ٹھیک ہے کہ نہیں۔۔

اور مجھے تم پر شک نہیں ہے کہ باغ میں تم کیا کرنے گئی تھی۔۔ مجھے یقین ہے کہ تم بہت اچھی ہو ایسی ویسی نہیں ہو۔۔ ہو بھی نہیں سکتی۔۔ وہ کچھ الجھتا ہوا بولا۔۔

میں تو خوش ہوا کوئی تو ہے جان ڈالنے والا اس حویلی میں۔۔۔

یہ حویلی مردہ ہو گئی تھی میرے لیے پہلے۔۔۔

مگر اب یہ جان بن گئی ہے۔۔

اس میں رہنے والے جان بن گئے ہیں۔۔۔

وہ بولتا جا رہا تھا اور وہ سنتی جا رہی تھی۔۔

ان الفاظوں میں کچھ تھا مگر وہ

سامنے والی محسوس نہیں کر سکتی تھی۔۔

اور تم مجھ سے گہراؤ مت اپنا دوست سمجھو مجھے۔۔



وہ بول رہا تھا کہ انتہا کی آنکھوں سے آنسو بہانے لگے۔۔۔

مگر وہ شخص اس سے یہ نہیں کہہ سکتا تھا کہ

وہ میں تم سے محبت کرتا ہوں۔ بے پناہ محبت۔۔۔

رات کو تمہارا انتظار کرتا رہا مگر تم نہیں آئی تھک کر سو گیا۔ پھر میں۔۔۔ وہ سر نیچے جھکاتا ہلکا سا مسکراتا بولا۔۔۔

اور صبح تم نہیں ملی تو اس لیے یہاں آگیا دیکھنے تمہیں۔۔۔

آج سے سارے کام میرے تم دیکھ لینا۔۔۔

کیونکہ مجھے ایک ملازمہ کی سخت ضرورت ہے۔

مراد کا اس کے لیے ملازمہ لفظ کہنا اس کے دل کو چڑ گیا تھا۔۔۔

میں کچھ نہیں کہوں گا تمہیں۔۔۔ وہ ایک جھوٹی مسکان اپنے چہرے پر لاتا ہوں بولو۔۔۔

انتہا نے ایک نظر مراد کو دیکھا جو کافی بچہ چکا تھا۔۔۔

جیسے کسی نے اس کے اندر کی روشنی کی کرن بجھا دی ہو۔۔۔

اور بھی تو ملازم ہیں حویلی میں آپ ان سے کہہ لیں۔۔۔

وہ کچھ ہمت کرتے ہوئے بولی۔

ہاں ہیں۔۔ مگر میں چاہتا ہوں کہ تم کرو تم ٹھیک ہو۔۔۔

وہ کیا بول رہا تھا اسے کچھ سمجھ نہیں آرہی تھی۔۔

میں جا رہا ہوں تم آرام کرو آج کوئی کام نہ کرنا اپنا خیال رکھو۔ وہ کہتا ہوں دروازے کی طرف چل دیا۔ وہ چلا گیا تھا اسے چھوڑ کر۔۔ مگر کوئی روگ اپنے ساتھ لے گیا تھا۔۔

اس لڑکی کے آخری الفاظوں نے اسے بہت تکلیف دی تھی۔۔

وہ اسے دوسرے مردوں جیسا

سمجھتی تھی جبکہ وہ ایسا تھا نہیں۔۔

اس نے آج تک کیسی لڑکی کو دیکھنے

کی زحمت نہیں کی تھی سوائے اس کے۔۔۔

وہ اس کے لیے کیا اہمیت رکھتی تھی

وہ پتھر دل لڑکی نہیں جانتی تھی۔

سب نکل جاؤ حویلی سے کوئی نظر نہ آئے مجھے۔۔

وہ دوسری حویلی میں چیختا ہوا بولا کہ سب ملازم گھبرا اٹھے۔

نواب صاحب کیا اس نے کچھ غلط کہا ہے۔۔

آمنہ باجی نے ہمت کرتے ہوئے مراد کو مخاطب کیا۔۔۔

انہتا اکثر غلط باتیں بول دیتی تھی۔۔ بغیر کسی کا لحاظ کیے۔۔۔

نہیں اس کی وجہ سے نہیں کہہ رہا

بس آپ لوگ چلے جائیں یہاں سے۔۔۔

اگر مجھے اس حویلی میں کوئی نظر

آیا تو انجام کا ذمہ دار وہ خود ہو گا۔۔ وہ غصے سے بولتا سیڑھیاں چڑھتا اپنے کمرے میں جا رہا تھا۔۔۔

وہ کمرے میں آکر لمبے لمبے سانس لینے لگا۔

اچانک کمرے میں چیزوں کی ٹوٹنے کی آواز گونجنے لگی۔۔۔

وہ پاگلوں کی طرح ہر چیز اٹھا اٹھا کر پھینک رہا تھا۔

وقت کے ساتھ ساتھ کمرے میں

چیزیں ٹوٹنے کی آوازوں میں اضافہ ہو رہا تھا۔

اسے کیا ہو رہا ہے اسے خود بھی نہیں معلوم تھا۔۔۔

اسے کس چیز نے تکلیف میں مبتلا کر دیا ہے۔۔۔

اس لڑکی نے۔۔۔

اس کے الفاظوں نے۔۔۔

یا پھر اس کے اپنے وجود نے۔۔۔

اس نے کمرے کی الماری کھولی وہاں لاکر

میں سے ایک تصویر نکال کر الماری کے ساتھ بیٹھ گیا۔۔۔

تم مجھے مجبور کر رہی ہو کہ میں

تمہارے ساتھ وہ کروں جو میں نہیں کرنا چاہتا۔

کیوں میں تمہیں چھو نہیں سکتا۔۔۔

تمہیں چھونا چاہتا ہوں اپنا بنانا چاہتا ہوں۔۔۔

نکاح کرنا چاہتا ہوں۔۔۔ اپنا بننا چاہتا ہوں۔۔۔ پوری دنیا کے سامنے۔۔۔

دیکھنے بھی نہیں دیتی ہو خود کو۔۔۔

کم سے کم مرنے دو لیکن تم تو مرنے بھی نہیں دے رہی ہو۔۔۔



ہمم بولو۔۔۔ تمہیں پتہ ہے کتنا مشکل

ہے آنکھوں سے آنسو بہانا۔۔

تمہاری آنکھیں تو آنسو بہانا ہی نہیں چھوڑتی۔

تمہارے آنسو تمہارا علاج نہیں ہے علاج صرف میں ہوں۔۔

جب میں نے تم کو پہلی بار دیکھا تھا

تو میں نے فیصلہ کیا تھا کہ دوبارہ تمہیں نہیں دیکھوں گا۔

جب تمہیں دوسری بار گاؤں دیکھنے گیا تب بھی میں نے یہ فیصلہ کیا تھا مگر پتہ نہیں۔۔

میں تم سے تیسری بار پھر۔۔ میں تم سے تیسری بار سے چوتھی بار بلکہ بار بار دیکھنے جاتا رہا۔۔ اس شخص کی آواز اٹکنے لگی تھی۔

یہ جانتے ہوئے بھی کہ تم میرے لیے۔۔ ت۔۔ تباہی اور بربادی کے سوا ک۔ کچھ بھی نہیں ہوں۔۔۔۔

اور کیا کہا تم نے تم مجھ جیسے لوگوں کو جانتی ہوں۔۔

لیکن مجھے نہیں جانتی۔۔۔

پتہ نہیں اس وقت کون سی طاقت تھی یا

کوئی دعا جو مجھے تم سے ملنے پر بار بار مجبور کر رہی تھی۔۔۔

میں اپنی ذات میں مگن رہنے والا

تمہاری ذات میں مگن ہونے لگا۔

لڑوں گا تم کو چھین لوں گا۔

وہ تصویر پر انگلیاں پھیرتے پھیرتے بول رہا تھا۔

وہ کچھ لمحوں بعد اٹھتا تصویر کو

دوبارہ الماری میں رکھ چکا تھا۔

اور وہاں سے کچھ نکال کر صوفے پر آبیٹھا۔

اب اس کے کمرے میں ہلکا ہلکا دھواں پھیل رہا تھا۔

کچھ دیر بعد اسے اپنے دماغ میں ہلچل ہوتی

محسوس ہوئی شاید اس کا دماغ مفلوج ہو رہا تھا۔

تم یہاں۔۔۔ اسے ایک عکس نظر آیا۔

سو جاؤ مراد میں ہوں نہ پاس۔۔

کچھ نہیں ہوگا سب ٹھیک ہو جائے گا

سو جاؤ پلیز آنکھیں بند کر لو۔۔

تم۔۔ وہ سو رہا تھا۔

اور یہ بولتا ہوا آنکھیں بند کر گیا۔

آنکھیں بند کرتے ہی وہ عکس اس کے کمرے سے چلا گیا۔

وہاں کمرے میں بیٹھی انہتا الجھ چکی تھی۔

وہ کیوں کر رہے ہیں یہ سب کیا چاہتے ہیں مجھ سے۔۔

میں جانتی ہوں یہ سب کون کر رہا ہے۔۔۔

یہ سب وہ کر رہے ہیں تاکہ میں واپس آجاؤں۔۔

اور وہ مجھے سزا دے۔ مجھے نہیں جانا۔۔

ان لوگوں کے پاس وہ بہت ظالم ہے۔۔۔

وہ چھت کی طرف سر کیے رو رہی تھی۔۔

وہ چارپائی پہ بیٹھی کسی سوچ میں گم تھی کہ آمنہ باجی اچانک سے بھاگتے ہوئے آئی۔۔

کیا کوئی بات ہوئی ہے تم میں اور مراد خان میں۔۔۔

انہوں نے غصے سے انتہا سے پوچھا۔

کوئی نہیں۔۔ کیوں۔۔ وہ دو ٹوک بولی۔

وہ بہت غصے میں ہیں سب کو حویلی سے باہر نکال دیا۔

کیا کہا تھا مراد خان نے تم سے۔

وہ انہتا سے سوال کر رہی تھی کہ اس کے

چہرے پر ایک مجرم کی طرح ایک رنگ آیا اور چلا گیا۔

وہ۔۔ وہ۔۔ کہہ رہے تھے کہ کل سے ان کے کام میں کروں۔

کل بھی تو کہا تھا انہوں نے آپ کے سامنے۔

وہ ان کو یاد دلاتی ہوئی بولی۔

اچھا وہ انہتا کو دیکھتے ہوئے چارپائی پر بیٹھ گئی۔

وہ۔۔ میں آئی۔۔ وہ کمرے سے باہر چلی گئی کہ پیچھے

آمنہ باجی نے اسے جاتے ہوئے دیکھا تو انہیں کچھ گڑبڑ کا احساس ہوا۔



وہ دوسری حویلی گئی اور اپنے قدم سیڑھیوں کی طرف بڑھانے لگی۔۔۔

وہ ایک کمرے کے قریب آکر رکی۔۔ وہ مراد کا کمرہ تھا۔۔

دروازہ کھٹکھٹایا مگر کوئی جواب نہ آیا پھر ایک کوشش کی مگر مایوس ہو گئی۔۔۔

قدم واپسی کی طرف لینے ہی لگی تھی کہ

کمرے میں کسی چیز کے ٹوٹنے کی آواز سنائی

دی کہ وہ فوراً کمرے میں داخل ہو گئی۔۔۔

وہ کمرہ دیکھ کر حیران رہ گئی۔۔

ہر چیز بکھری ہوئی تھی۔۔

پینٹنگز۔۔ بستر۔۔ پرفیومز۔۔ اچانک اس کی نظر مراد پر پڑی۔۔

جو صوفے پر سویا ہوا تھا۔۔

کمرے میں کسی چیز کی بدبو آرہی

تھی شاید وہ کسی ڈرگز کی نشے میں تھا۔۔

وہ اس کے قریب کھڑی ہو کر اسے دیکھنے لگی۔۔

وہ بہت خوبصورت تھا تصویروں سے کہیں زیادہ۔۔

آنکھیں راز جاننے والی تھی۔۔

یہ وہ اچھے سے جانتی تھی۔۔

اس لیے اس نے کبھی آنکھ اٹھا کر

دیکھنے کی زحمت نہ کی اس کو۔۔

کہی وہ اس کا راز نہ جان لے۔۔

اس کی نظر اس کی گردن پر پڑی جہاں ایک چین تھی اس نے اپنا ہاتھ اس کی طرف بڑھا

کر اسے سیدھا کیا۔

--sweetheart--

وہ مسکرائی وہ اس چین کو چھو رہی تھی

اور وہ ساتھ ساتھ مسکرائے جا رہی تھی۔sweetheart۔۔

اچانک انتہا کا ناخن مراد کی گردن پر لگا تو وہ ہڑبڑا کر اٹھ گیا۔

وہ جلدی سے اس سے دور ہو گئی۔۔

وہ فوراً سے کمرے سے جانے ہی لگی تھی کہ۔۔

اچانک پانی کی آواز اس کے کان سے ٹکرائی۔

اس نے پیچھے مڑ کر دیکھا تو وہ اس کو دیکھتا ہوا بول رہا تھا۔

ایک تو پیاس بہت لگتی ہے۔۔

وہ جلدی سے بولی کہ کمرے میں آواز گونجی اور وہ دانت دبا کر رہ گئی۔۔

۔۔ مراد کھڑا ہوتا ہوا اس کے پاس آیا۔۔

میرے کمرے میں کیا کر رہی ہو۔

وہ اس لڑکی کی آنکھوں میں جھکتا ہوا بولا۔

وہ میں بس کہنے آئی تھی کہ میں

آپ کے سارے کام کروں گی۔۔ وہ جلدی سے بولی۔۔

اچھا سو میری نیند کا فائدہ اٹھا رہی تھی کچھ لمحوں پہلے۔

وہ اس کی طرف دیکھتے شرارت سے بولا۔

نہیں وہ آپ کی چین دیکھ رہی تھی۔۔ وہ بھی سچ بولنے لگی۔

پسند آگئی ہے کیا۔۔ وہ اس پر ترجمانی نگاہیں کرتا ہوا بولا۔۔

جی نہیں وہ بس ویسے ہی دیکھ رہی تھی۔

اچھا ویسے ساتھ مجھے بھی دیکھ لیا ہوگا۔۔ کیوں۔۔ وہ بھی مراد تھا بات بنانا اچھے سے جانتا

تھا۔۔۔

نہیں۔۔ وہ نم آنکھیں اوپر کرتی ہوئی بولی۔۔

اوکے اوکے رونا مت پلیر مجھے نہیں پسند تمہارے آنسو میں نے پہلے بھی کہا تھا کہ تم روتے بہت بد صورت لگتی ہیں۔۔۔ وہ کچھ مایوس ہوتا بولا۔۔

میں جاؤں۔۔ وہ التجائی آواز میں بولی۔۔

میرا کمرہ صاف کر دو بس۔۔۔

وہ اس سے پیچھے ہوتا ہوا بولا۔۔

اس وقت رات کو۔۔ کل صبح کر دوں گی۔۔

وہ اتنے پیار سے بولی کہ مراد کو اس پر اور پیار آنے لگا۔۔

کوئی بات نہیں کل کر دینا جس وقت مرضی۔۔ ہاں ویسے بھی آپ آرام کریں آپ کی طبیعت ٹھیک نہیں رہتی زیادہ۔۔

خیال رکھا کریں آپ اپنا میں خود کر لوں گا۔ صاف آپ جائیں اور آرام کرے۔۔ وہ اتنا اچھے سے بولا کہ انہتا پریشان ہو گئی۔۔

جی میں کر دیتی ہوں کچھ نہیں ہوتا۔۔



وہ نیچے جھکتی ہوئی بولی۔۔

نہیں آپ رہنے دیں سیریلی میں کر لوں گا۔۔ مراد جلدی سے بولا۔۔

جی اوکے ٹھیک ہے۔۔ انتہا نے یہ الفاظ تو بولیں مگر وہاں صدمے کی حالت میں کھڑی رہی۔۔۔

مراد حیران کھڑا اسے دیکھتا رہا۔۔

جانے کا دل نہیں کر رہا تو صوفے پر بیٹھ جائیں۔۔ اور مجھے کام کرتے دیکھے آپ کو ضرور مزہ آئے گا۔۔

وہ صوفے سے سگریٹ اٹھاتا ہوا بول رہا تھا۔۔

وہ تو صرف یہ سوچ رہی تھی کہ وہ مجھے "آپ" کیوں کہہ رہا ہے شاید ابھی بھی نشے میں ہیں وہ۔۔۔

کیا سوچ رہی ہو۔۔ وہ مسکراتا ہوا بولا۔۔

کچھ نہیں۔۔ ٹھیک ہے۔۔ میں۔۔

یہاں بیٹھ کر مجھے دیکھو گی۔۔۔ تم۔۔۔ مراد اس کی بات کاٹتا ہوا بولا۔۔

اب یہ تم پر آگیا ہے انتہا لگتا ہوش میں آرہا ہے بھاگ جا موقع اچھا ہے۔۔

نہیں۔۔ میں جا رہی ہوں۔۔ وہ جلدی سے کمرے سے نکل گئی۔۔

وہاں مراد اپنا قہقہہ روکے کھڑا تھا۔۔

انتہا کی جانے کے بعد وہ اپنا کمرہ صاف کرنے کو تیار تھا۔

کچھ پل میں وہ کمرہ صاف کر چکا تھا اب وہ بیڈ پر لیٹا

اپنے خوابوں میں تھا کسی کی مسکراہٹ میں کھویا ہوا۔۔

وہاں وہ جلدی سے کمرے میں واپس آئی۔۔

یہ مراد مجھے پاگل لگتا ہے۔۔۔ ہو بھی سکتا ہے دماغ خراب لگتا ہے مجھے اس کا۔۔

مجھے بس پتہ چل جائے یہ میرا سچ تو نہیں جانتا۔۔

لگتا نہیں وہ مجھے ایسے بھی تو لے کر جاسکتے ہیں۔۔

مراد کے ذریعے کی ضرورت نہیں۔۔

ہاں اگر انہیں کچھ کرنا ہوتا تو اب تک کر لیتے۔۔

اب ویسے بھی کافی سال گزر گئے ہیں۔۔

لیکن یار وہ مراد۔ مراد خان کی حرکتیں ایسی ہیں۔۔۔

جیسے جیسے میں اس کے لیے کوئی کھیل ہوں۔۔

یار میں کیوں سوچ رہی ہوں اس کے بارے میں۔۔ میں پاگل ہو جاؤں گی اس کے بارے میں سوچ سوچ کر۔۔۔

وہ اپنا سر پکڑیں مسلسل بولے جا رہی تھی۔۔

اور یہ آمنہ باجی کہاں چلی گئی۔۔۔

جاری ہے

